شاہ ولی اللہ کی تالیفات پر ایک نظر

غلام مصطفےٰ قاسمی

(۴)

کتبِ حدیث و علومِ حدیث

(۷) **المسوّیٰ من احادیث المؤطا۔** مصفّیٰ شرح موطا فارسی کے تذکرہ میں گذر چکاہے کہ مصفّیٰ کی ترتیب، شاہ صاحبؒ کی زندگی میں ان کے کثرت مشاغل کی وجہ سے نہ ہوسکی۔ باقی المسوّیٰ چونکہ مختصر نوٹس کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے اس کی نہ صرف تدوین اور ترتیب مولف امام نے خود فرمائی لیکن اس کا درس بھی جاری فرمایا۔ اس لحاظ سے اس کی تدوین تو مصفّیٰ کے ساتھ رہی ہوگی لیکن ترتیب اور تکمیل میں یہ مصفّیٰ سے مقدم ہے۔

شاہ صاحبؒ سے جن بزرگ تلامذہ نے موطا کی اس عربی شرح کو آپ سے پڑھا اور سنا ہے وہ بالفعل ہمیں تین اجلہ علماء معلوم ہوئے ہیں۔

۱۔ مؤلف امام کے صاحبزادے سراج الہند شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی آپ اپنی تالیف بستان المحدثین میں فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) حضرت المشائخ پیشوائے علماء راسخین شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے بھی اس موطا کی جو بروایت یحییٰ بن یحییٰ اللیثی ہے دو شرحیں لکھی ہیں۔ پہلی شرح کچھ دقیق اور مجتہدانہ فارسی زبان میں ہے۔ مصفّیٰ فی احادیث الموطا اس کا نام ہے اور دوسری شرح مختصر ہے، اس میں صرف فقہاء حنفیہ وشافعیہ کے مذاہب بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے اور کچھ ان ضروری امور کا بھی (جو مشکل تھے شرح غریب سے ضبط کرکے) بیان کیا ہے اس کا نام المسوّیٰ من احادیث الموطا ہے۔ راقم الحروف (شاہ عبدالعزیز صاحبؒ)

نے اس شرح کو ان سے ضبط و اتقان کے ساتھ سنا ہے[1]

دوسرے بزرگ ہیں مولانا عبدالرحمن بن نظام الدین سندھی ٹھٹوی۔ اس جلیل القدر عالم کا تذکرہ کسی بھی تذکرہ اور تاریخی کتاب میں ہمیں کوئی ذکر نظر نہیں آیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنفوان شباب میں یہاں سے چلے گئے ہوں گے۔ انہوں نے شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے قرآن مجید اور کتب حدیث کے علاوہ شاہ صاحبؒ کی تالیفات مثلاً فتح الرحمن ترجمہ فارسی قرآن مجید، حجۃ اللہ البالغہ، مسوی شرح موطا اور دوسرے رسائل کو پڑھا ہے۔ شاہ صاحب نے ان کو اشغال صوفیہ کی تلقین بھی فرمائی ہے اور اپنی جمیع مرویات کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اور یہ سندھی عالم بیس برس تک مسلسل اس شغل میں رہے ہیں۔

شاہ صاحبؒ نے مولانا عبدالرحمن سندھی کی قوت خیال میں بعض امراض کی وجہ سے کچھ خلل بھی محسوس کیا تھا اس لئے ان کو یہ تنبیہ بھی فرمائی۔۔۔ کہ ان کو اپنے (مشاہدات اور) واقعات پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے جب تک ان میں میری طرف مراجعت نہ کریں یا فراست صادقہ سے ان کی تائید ہو جائے اور آخر میں احکام شرعیہ اور آداب صوفیہ پر استقامت کی وصیت فرمائی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں وہ مرقومہ اجازت بھی درج کی جائے جو شاہ صاحب نے ان کو مرحمت فرمائی ہے۔

(ترجمہ) حمد و صلاۃ کے بعد رب کریم کی رحمت کا محتاج ولی اللہ بن عبدالرحیم اللہ تعالیٰ اسے سلف صالحین کے ساتھ شامل کرے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کے ساتھ ان کے باطن میں ایسی مخفی مہربانیاں ہیں جن کا ادراک نادر ہے، اور یہ جو خدا کے بندے اس کی طرف کھنچ کے چلے جاتے ہیں اس میں اللہ اور بندوں کے درمیان وہ مبارک نعمتیں ہیں جن کے معانی کا ادراک دقیق ہے۔ ان مخفی الطاف اور خوش گوار نعمتوں کا کچھ حصہ ہمارے دینی بھائی، صالح مصلح کو ملا جس کے اوقات عبادات کے ساتھ آباد رہتے ہیں۔ اور اس کے انفاس نیکیوں کے سمندروں میں ڈوبے رہتے ہیں۔ (وہ ہیں) حافظ عبدالرحمن ابن حافظ نظام الدین ٹھٹوی جو کہ ہماری اقامت گاہ دہلی کے نزیل ہیں۔ اللہ دنیا اور آخرت میں اس پر احسان فرمائے اور دارین میں اس کو اپنی نعمتوں سے نوازے۔

---

[1] اردو ترجمہ بستان المحدثین صفحہ ۵ اصح المطابع کراچی

اللہ تعالیٰ اس کو میری طرف لے آئے اور اصفیا کے مخصوص طریقے کا اس کو الہام کیا، پھر اس کو اس طریقے کے سہل اور دشوار طریقوں پر چلنے اور اس کے آباد اور غیر آباد (منازل) کو طے کرنے میں تکالیف کی برداشت کا الہام فرمایا اور اس کو مراقبات اور توجہات کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائی اور اس پر توحید منکشف فرمائی اور قوم (اصفیاء) کے پاس جو معتبر نسبتیں ہیں وہ بھی اس کو عطا ہوئیں جیسے نسبت احسان، نسبت اویسیہ، نسبت یادداشت، نسبت توحید اور نسبت عشق اور اس کو چند خوارق عادات چیزیں بھی مرحمت فرمائیں، مناجات کی حلاوت سے بہرہ ور کیا اور مختلف عبادتوں میں لذت نصیب کی اور انوار ارواح کی رویت نصیب فرمائی۔ اس کو مسامرات لطیفہ (روحانی سرگوشیاں) اسماء اور آیات کے خواص میں سے کچھ حصے پر مطلع کیا، اس کے ساتھ وہ اللہ اور اس کے رسول اور طریقت کے مشائخ کے ساتھ ظاہر اور باطن میں صدق نیت سے رہا، اس کا سینہ حسد اور خیانت کے مرض سے سلامت رہا حرص اور طول امید کی طرف اس کا میلان کم رہا۔ شدائد اور آلام میں اس کو صبر کی قوت حاصل تھی، اور عبادات میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کو ان آلام کا احساس نہ رہا، اس پر اللہ تعالیٰ کے اور بھی احسانات ہیں جن کا بیان طویل اور شمار عسیر ہے، ان معاملات میں تقریباً بیس برس تک مشغول رہا۔

(اس پر) ان مخفی الطاف اور مبارک نعمتوں سے یہ بھی تھا کہ خدا تعالیٰ نے اس کو مجھ سے تحصیل علم کی توفیق عطا کی۔ اس نے مجھ سے قرآن عظیم اول سے آخر تک حفص بن عاصم کی روایت سے پڑھا اور یہ سلسلہ پیغمبر علیہ السلام تک مسلسل ہے۔ (حدیث میں) صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا محمد بن حسن اس کے ایک (مختصر) حصہ کے علاوہ، شرح السنۃ سنن نسائی کا آدھا پڑھیں اور دوسرے (شاگرد) کی قرأت سے دوسری مرتبہ صحیح بخاری کو مجھ سے سنا، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ) مسند دارمی، شکوٰۃ المصابیح، حصن حصین جزری اور نسائی کا کچھ حصہ بھی سنا۔ مجھ سے میری بعض تالیفات کو بھی سنا جیسے فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن، حجۃ اللہ البالغۃ المسوی اور دوسرے بہت سے رسائل جن کا شمار عسیر ہے۔

ان چھوٹی اور بڑی باتوں کے بعد (جاننا چاہیئے کہ) اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ شرح صدر فرمایا کہ میں اس (مولنٰنا عبدالرحمٰن سندھی) کا ذکر ذخیرہ کروں اور اس کو مشہور

اصفیائے اہل طرق کے اشغال کی اجازت دوں، تب میں نے (شرح صدر کے موافق) یہ کہا کہ میرا ہاتھ اس کا ہاتھ ہے، جس طرح میرے حق میں میرے والد قدس سرہ نے فرمایا تھا اور میں نے اس کو خلافت اور نیابت کے طور پر صوفیاء کا خرقہ پہنایا، طرق مشہورہ کی بعض اسانید اور ان کے اشغال و اذکار ہمارے رسائل میں سے کتاب الانتباہ فی سلاسل الاولیاء میں مذکور ہیں۔ اور اس نے جو کچھ مجھ سے پڑھا یا مجھ سے سنا یا میری مرویات میں سے اس کے پاس جو کچھ صحیح طور پر ثابت ہوا ان سب کے روایت کی میں نے اس کو اجازت دی، کتب حدیث کی اسانید میرے رسائل میں مذکور ہیں۔ میں نے اس کو آیات عظمیٰ، اسماء حسنیٰ اور ادعیہ مبارک کی بھی اجازت دی کہ ان کو تلاوت کرے اور حروف سے کتابت کرے یا اوقاف سے جس طرح مجھ کو میرے والد قدس سرہ نے اجازت فرمائی تھی۔ میں نے اس کو اس کے نفس کے حق میں یہ بتایا کہ اس پر بعض امراض کا غلبہ ہے لہذا اس کی قوت خیال میں کچھ خلل واقع ہے، اس لئے وہ اپنے اوپر وارد ہونے والے واقعات (اور مشاہدات) پر تب تک اعتماد نہ کرے جب تک ان میں (میری طرف) مراجعت نہ کرے یا فراست صادقہ سے اس کی تائید نہ ہوئی ہو۔

اس کے لطائف میں سے روح کا لطیفہ غالب ہے خاص طور پر اس کا وجہ یا چہرہ جو کہ عقل کو متصل ہے، اس لئے اس کی چراگاہ اور سیرگاہ نسبت اویسیہ اور نسبت احسان ہے، اور اس کا نفس ناطقہ اس طرح پیدا کیا گیا ہے کہ اس کی دو قوتوں ملکیہ اور بہیمیہ میں ایک دوسرے کے ساتھ کھینچا تانی ہوتی ہے اور وہ دونوں پورے طور پر قوی نہیں ہیں، پس جب وہ احوال میں سے کسی حال کے ساتھ صحیح طور پر مشغول ہوتا ہے تو (قوتوں کے قوی نہ ہونے کی وجہ سے) پہلے کے واقعات کو بالکل بھلا دیتا ہے کہ گویا وہ کچھ نہ تھے، اس کو چاہیئے (کہ اس کے لئے) غم نہ کرے کیونکہ پہلی حالت کی بنیاد (اور اصل) چھپی رہتی ہے، جاتی نہیں ہے۔ اس کو چاہیئے کہ جمیع جوانب جمع کرنے اور جمیع اضداد کے احاطے کا خیال نہ کرے کیونکہ اس کا نفس تجاذب (اور باہمی کھینچا تانی) والا ہے اس لئے وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا اور اس صنف کے مزاج والوں کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ ان میں تلون (رنگا رنگی) اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف جانا طبعی امر ہوتا ہے۔

میں اس کو اس چیز کی وصیت کرتا ہوں جس کی میرے مشائخ نے مجھ کو وصیت کی اور وہ یہ ہے

احکام شرعیہ اور آداب صوفیہ پر استقامت ۔ اور وہ میرے لئے اور میرے مشائخ اور ساتھیوں کے لئے دعا کرتا رہے، یہ کہتا ہوں اور اللہ ارحم الراحمین سے مغفرت چاہتا ہوں ۔ سب تعریف پروردگار عالم اللہ کے لئے ہے ان سطور کی کتابت بروز پنجشبہ ۲۹ر رمضان ۱۱۶۰ھ میں ہوئی اور سب تعریف ہے اللہ کے لئے اول میں اور آخر میں اور ظاہراً اور باطناً اور اس کی بہترین مخلوق محمد اور اس کی اولاد و اصحاب پر اللہ کی رحمت اور سلام ہو۔[۱]

اور تیسرے بزرگ عالم جنہوں نے شاہ صاحبؒ سے المسوی کو پڑھا ہے وہ ہیں پنجاب کے شیخ جار اللہ بن عبدالرحیم ۔ شاہ صاحب نے ان کو ۱۱۷۳ھ میں سند فراغت و روایت مرحمت فرمائی ہے ۔

شاہ صاحبؒ اپنی اجازت کے آخر میں شیخ جار اللہ کے متعلق اپنی تالیفات کی اجازت کے متعلق فرماتے ہیں ۔ موصوف (شیخ جار اللہ) نے مجھ سے بعض میری کتابیں اور رسالے پڑھے جو میں نے مختلف علوم کے متعلق تالیف کئے ہیں ۔ ان میں ایک احادیث الموطا پر مشتمل "المسوی" ہے جو اس نے اول سے آخر تک مجھ سے پڑھا اور آثار الموطا اور اس کی احادیث کے متعلق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تک اپنا سلسلہ اسناد ملایا اور اس کے ساتھ ساتھ اکثر مباحث فقہی سے واقفیت بہم کی ۔

میری کتابوں اور رسالوں میں سے جو اس نے مجھ سے پڑھے، ایک حجۃ اللہ البالغہ بھی ہے، جو علم اسرار شریعت کے بارے میں ہے، نیز مجھ سے الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید، نقشبندیہ، گیلانیہ اور چشتیہ، ان تین طریقوں کے اشغال کے بارے میں "القول الجمیل" پڑھی ۔

آخر میں شاہ صاحب لکھتے ہیں ۔ میں نے یہ سطور اوائل ۱۱۷۳ھ کے ۱۰ محرم کی اکیس تاریخ کو جمعہ کے دن لکھیں ۔

سند کے شروع میں حمد و صلوۃ کے بعد فرماتے ہیں ؛ میرا یہ نیک بخت بھائی شیخ جار اللہ بن عبدالرحیم جو اہل پنجاب میں سے ہے اور کتاب اللہ کی قراءت اور تجوید سے بہرہ ور ہے

---

[۱] تفہیمات الٰہیہ ج ۱ ص ۲۳۵ - ۲۳۶ طبع مجلس علمی

اور سنت رسول کا کافی حصہ اخذ کیا ہے تقریباً چھ سال میرے ساتھ رہا[1]
اصل سند عربی میں ہے اور المسوی کے مکہ معظمہ کے مطبوعہ نسخے میں شائع کی گئی ہے۔ اس ضمن میں مولانا عبیداللہ سندھی کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

اس اجازہ (سند اور ڈگری) کا یہ نسخہ الصدر الحمید مولنا محمد اسحٰق الدھلوی کے وارثوں سے الشیخ عبدالستار الکتبی الہندی کے ہاتھ لگا آخر الذکر ممتاز محدث اور حرم مکی کے اساتذہ حدیث میں سے ہیں قیاس غالب یہ ہے کہ اجازہ کا یہ نسخہ خود اجازہ دینے والے یعنی امام ولی اللہ دہلوی کے قلم سے ہے۔ باقی حقیقت حال سے اللہ زیادہ باخبر ہے۔

عبیداللہ بن الاسلام السندھی ثم الدھلوی الدیوبندی

المسوی کی پہلی بار طباعت، مصفی شرح موطا کے حاشیہ پر ۱۲۹۳ھ میں سید محمد بن عبداللہ غزنوی سلفی کی کوشش سے ہوئی، مصفی کی دو جلدیں تھیں، جلد اوّل مطبع فاروقی دہلی میں باہتمام محمد معظم صاحب بتاریخ چہارم ماہ شعبان المعظم میں طبع ہوئی اور جلد دوم مطبع مرتضوی دہلی میں باہتمام حافظ عزیز الدین طبع ہوئی اور دونوں کا سن طباعت ۱۲۹۳ھ ہے۔ اس کے بعد مولنا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کی کوشش سے مکتبہ رحیمیہ دہلی والوں نے اس پرانے نسخہ کی نقل عمدہ کتابت اور کاغذ کے ساتھ دونوں شرحوں کو اس طرح شائع کیا کہ اس کے دو کالم بنائے گئے پہلے کالم میں "المسوی" اور دوسرے میں مصفی مع متن موطا کو رکھا گیا۔

یہ شرح تیسری بار مطبع سلفیہ مکہ مکرمہ حجاز میں متن موطا کو الگ رکھ کر عمدہ مصری ٹائپ میں بہترین کاغذ پر ۱۳۵۱ھ میں طبع ہوئی اس کی طباعت کے اصل محرک علامہ استاذ عبیداللہ سندھی تھے اور طباعت کے مصارف حرم مکی کے محدث شیخ عبدالوہاب بن عبدالجبار دہلوی اور مطبع سلفیہ کے مالک شیخ محمد صالح نصیف نے برداشت کئے، کتاب کے شروع میں حضرت شاہ صاحبؒ کے حالات زندگی اور الموطا کی فارسی شرح المصفیٰ پر آپ نے جو مبسوط مقدمہ لکھا تھا اس کا عربی ترجمہ ہے

---

[1] اس سند کا پورا ترجمہ ماہنامہ الرحیم کی گذشتہ اشاعتوں میں آچکا ہے اس لئے یہاں اختصار سے کام لیا گیا۔

کلمۃ الناشر" کے تحت ایک جگہ ناشر لکھتے ہیں۔

ہمارے ہندی بھائیوں نے اس کتاب کو دہلی میں دو بار شائع کیا تھا۔ ایک بار ۱۲۹۳ھ میں سید محمد بن عبداللہ غزنوی سلفی کی کوشش سے طبع ہوئی اور دوسری بار ۱۳۴۶ھ میں جمعیت العلماء ہند کے صدر شیخ کفایت اللہ دہلوی کی سعی سے چھپی، لیکن انہوں نے "المسوی" کو مستقل کتاب نہیں بنایا، مگر مؤلف علام کی دوسری شرح مصفی فارسی کے حاشیے پر اس کو رکھا، اس لئے اس سے استفادہ کرنا آسان نہ تھا اور اس کا نفع کم رہا اور پھر دونوں طباعتوں میں بعض مواضع کے اندر یہ نقص تھا کہ ان میں کہیں کہیں کلمات اور جملے غائب تھے جس کی وجہ سے خلط فاحش ہو جاتا تھا، اس لئے میں نے اس کو مستقل حیثیت دے کر چھاپنے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا، اس نے اپنے فضل و کرم سے یہ کام میرے لئے آسان کر دیا اور یہ وہ کتاب ہے جس کو میں اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے حتی الوسعت تصحیح کے ساتھ عمدہ چھاپ کر یہ امید باندھ کر پیش کرتا ہوں کہ اس کو غور و خوض کے ساتھ پڑھیں اور اپنے دینی اور علمی مدارس کے نصاب درس میں اس کو شامل کریں، مثلاً "دارالحدیث" "المعہد السعودی" "الصولتیہ" "الفلاح" یہ چاروں درس گاہ مکہ مکرمہ میں واقع ہیں "جامعہ ازہر" مصر، جامعہ زیتونیہ تیونس، جامع القرویین فاس۔ "جامعہ قاسمیہ" دیوبند، دارالحدیث دہلی، جامعہ اسلامیہ علیگڑھ "دارالعلوم" مصر، "دارالعلوم" لکھنؤ، "جامعہ عثمانیہ" حیدرآباد، "جامعہ ملیہ" دہلی، "جامعہ افغانیہ" کابل، اور عالم اسلام کی دوسری درس گاہ تاکہ یہ کتاب دینی اور علمی ترقی کے لئے تخم کے طور پر ہو۔ اور اس میں مسلمانوں کے انشاءاللہ بہت بڑا خیر پوشیدہ ہے۔

کلمہ ناشر کے خاتمہ پر ان حضرات کی اعانت کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا گیا ہے جنہوں نے اس علمی کام میں ناشرین کی اعانت کی۔ لکھتے ہیں ان معاونین میں سب سے بڑے معاون علامہ استاذ شیخ عبیداللہ سندھی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں اس کتاب (المسوی) کے علمی مرتبہ پر متنبہ کیا اور اس کتاب کا اپنا قیمتی نسخہ عاریتاً ہمیں عنایت فرمایا۔ اور بعض مفید تعلیقات کا بھی اضافہ فرمایا۔

المسوی مطبوعہ مکہ مکرمہ کی طباعت میں جن خطی نسخوں پر اعتماد کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں

(۱) الفاضل مولوی نظر احمد ابن علامہ شہیر مرحوم مولوی الٰہی بخش فیض آبادی کا خطی نسخہ

سن کتابت ۱۲۵۰ بروز جمعہ ۲۱ شوال یہ نسخہ صحیح اور حسن کتابت کے خیال سے عمدہ ہے لیکن اس پر کوئی تعلیق یا حاشیہ نہیں ہے۔

(۲) استاد مولانا عبیداللہ سندھی کا خطی نسخہ سن کتابت ۱۲۵۲ھ یہ نسخہ مختلف شیوخ پر پڑھا گیا ہے اور مصحح ہے، اس میں مؤلف امام کے صاحبزادے امام عبدالعزیز دہلوی شیخ محمد اسحق دہلوی اور شیخ محبوب علی دہلوی کے بعض حواشی بھی ہیں، اور دوسرے فوائد بھی ہیں، اس نسخے کے کاتب شیخ عبدالرحمن ہیں جو کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے بھائی شاہ اہل اللہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ عبدالرحمن بن محتشم بن معظم بن مقرب اللہ بن اہل اللہ بن عبدالرحیم دہلوی۔ اس نسخہ کی کتابت مسند وقت مولانا محمد اسحاق کے دور میں شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے مدرسہ جدیدہ میں ہوئی۔

المسوی مطبوعہ مکہ مکرمہ کی فروخت سے جتنی کاپیاں رہ گئی تھیں وہ سب کی سب شیخ عبدالوہاب دہلوی مکی نے علامہ استاذ عبیداللہ سندھی کے ربیب اور خصوصی خادم و رفیق مولانا عزیز احمد صاحب کو مکہ مکرمہ سے بھیج دی تھیں۔

شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد نے مولانا موصوف سے وہ تمام کاپیاں حاصل کر کے عمدہ ولایتی کپڑے کی جلد سے مجلد کرا کر فروخت کے لئے رکھی ہیں۔ اہل علم حضرات کے لئے یہ نادر موقعہ ہے کہ اولین فرصت میں اس کو شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدرآباد کے پتہ سے حاصل کریں۔

المسوی من احادیث الموطا عربی

تالیف ــــ الامام ولی اللہ الدہلوی

ولایتی کپڑے کی نفیس جلد

دو حصوں میں

قیمت :- بیس روپے